SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, March 17, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr.Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا۔ و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ۔ ان اللہ بالغ امرہ۔ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا۔

ترجمہ۔ جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔ جو اللہ پر بھروسا کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔ اللہ اپنا کام پورا کرکے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔

(سورۃ طلاق ' آیت ۳)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, March 17, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr.Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا۔ و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ۔ ان اللہ بالغ امرہ۔ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا۔

ترجمہ۔ جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔ جو اللہ پر بھروسا کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔ اللہ اپنا کام پورا کرکے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔

(سورۃ طلاق ' آیت ۳)

علیٰ آل محمد۔

POINTS OF ORDER

RE: ANNOUNCEMENT OF PENAL OF PRESIDING OFFICERS

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! point of order میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ سینیٹ کا جو اجلاس 10 مارچ کو ہوا تھا' وہ پچھلے تین سالوں کے اجلاسوں کا اختتام تھا اور جو اجلاس 12 تاریخ سے شروع ہوا ہے' وہ ایک نئے سیشن کا آغاز ہے۔ اگر میری یہ understanding صحیح ہے تو پھر میرا خیال یہ ہے کہ آپ کو Panel of Presiding Officers کا نیا اعلان کرنا چاہئیے تھا کیونکہ اب ہاؤس کی situation بدل گئی ہے۔ اس لئے اس سیشن میں آپ کے لئے یہ choice تھی کہ آپ پچھلے پچاس Senators اور موجودہ پچاس Senators میں سے جنہیں آپ مناسب سمجھیں' ان میں سے نیا Panel of Presiding Officers مقرر کریں۔ میرے خیال میں یہ سہوا ہوا ہے کہ آپ نے اس کا دوبارہ اعلان نہیں کیا۔ اگر میری یہ تعبیر صحیح ہے تو اس پر آپ غور فرمالیں اور نئے Panel of Presiding Officers کا اعلان کریں۔

جناب چیئرمین، شکریہ پروفیسر صاحب! آپ کی ہر تجویز بڑی اہم ہے۔ چونکہ یہ اجلاس اسی اجلاس کی continuation میں ہے' اس لئے نئے Panel of Presiding Officer کا اعلان نہیں کیا تاہم میں اسے check کر لوں گا اور جو بھی صورت حال ہوگی' اسے دیکھ لیں گے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! .point of order

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ آپ بھی point of order پر بات کرلیں لیکن اگر points of orders کم ہوں تو بہتر ہے تاکہ باقی کارروائی بھی ہو سکے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میرا point of order, procedural ہے۔ یہ ایسا point of order نہیں ہے جو کہ out of order ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: بھنڈر صاحب! آپ سے یہ امید بھی نہیں ہے۔

Re: DELAY IN START OF PROCEDINGS OF THE HOUSE

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جب آپ اجلاس کو adjourn فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کل دس بجے دوبارہ ملیں گے تو ten should mean ten. دس بجے کا مقصد دس بجے ہے، ساڑھے دس بجے نہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: اب پونے گیارہ بجے ہیں۔

جناب چیئرمین: بالکل صحیح ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: یہ روایت قاعدے اور قانون کے مطابق ضروری ہے۔ فرض کیجئے کہ آپ نے کوئی adjournment motion لینی ہے۔ اس کے لئے آخری گھنٹہ یا دو گھنٹے ہوتے ہیں اور وہ اس کے لئے مختص ہوں گے اور دس بجے کا وقت آپ اسی لئے مقرر فرماتے ہیں ورنہ آپ یہ فرما دیا کریں کہ جب میں آؤں گا تب سیشن شروع ہوگا۔ ایسا نہیں ہوتا۔ ہوتا یوں ہے کہ دس بجے mean دس بجے اور اگر آپ انتظار فرمائیں کہ ہم یہاں آ جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو انتظار نہیں فرمانا چاہئیے۔ آپ دس بجے تشریف لے آئیں، خواہ ایک ممبر یہاں بیٹھا ہو اور آپ دیکھیں گے کہ جب ہمیں معلوم ہوگا کہ دس بجے سیشن شروع ہوتا ہے تو اس وقت ہم سب آ جائیں گے اور وقت پر سیشن شروع ہو جائے گا۔ جناب والا! یہ ملک کا highest forum ہے اور ہمیں یہ precedent set کرنی چاہئیے۔ جب وقت پر کارروائی شروع ہوگی تو آپ دیکھیں گے کہ تین چار دن کے بعد نہ صرف quorum پورا ہوگا بلکہ سب ارکان حاضر ہوں گے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ آئندہ سے time کی پابندی کی جائے اور اسے follow up کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں اور میں یہ سب ساتھیوں کو بھی کہتا ہوں کہ سب مقررہ وقت پر ہاؤس میں آجایا کریں۔ ارکان پورے ہوں یا نہ ہوں، ہم کارروائی شروع کر دیا کریں گے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اس انتظار میں بھی وقت نکل جاتا ہے اور کئی دفعہ

ہمارے کئی ساتھی میرے پاس آ جاتے ہیں اور اس سے بھی delay ہوتی ہے۔ اس لئے میں ان سے request کروں گا کہ وہ پھر session کے وقت میرے پاس نہ آیا کریں۔ ان کے کچھ مسائل بھی ہوتے ہیں اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ defer ہوں۔ اس لئے best یہ ہے کہ ہم بالکل time پر اجلاس شروع کریں اور جو بھی Presiding Officer ہوگا، وہ وقت پر اجلاس میں آ جایا کرے گا۔ آپ کی بات بالکل صحیح ہے اور انشاء اللہ ہم اسے adhere کریں گے۔ کمیلی صاحب! آپ کا بھی point of order ہے۔

Re: SITUATION IN HANGOO

سینیٹر محمد عباس کمیلی: جی، بالکل میرا بھی point of order ہے۔ جناب والا! سب سے پہلے میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ مجھے دس تاریخ کو خطاب کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ میں آپ کو ایک بار پھر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ آپ کا as Chairman دوبارہ تین سال کے لئے انتخاب ہوا ہے اور یہ آپ کی ہر دلعزیزی کی دلیل ہے۔ ہمارے Opposition کے اراکین بھی آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ آپ اس کاروان کو اسی طرح خوش اسلوبی کے ساتھ لے کر آگے چلیں گے جس طرح پہلے لے کر جاتے رہے ہیں۔

جناب والا! point of order جس پر میں نے آج گفتگو کرنی ہے، وہ ہنگو کے حالات ہیں۔ وہاں دس محرم کو جو کچھ ہوا، وہ ہوا۔ لیکن اب تک وہاں کے حالات معمول پر نہیں آئے ہیں۔ اب تک زندگی معمول پر نہیں آئی ہے۔ اب تک بازار بند ہیں۔ اب تک کھانے پینے کی اشیاء وہاں دستیاب نہیں ہیں۔ اب تک لوگوں کو وہاں آنے جانے میں دشواریاں ہیں اور جو کچھ ہوا ہے، یہ میں آپ کو بتا دوں کہ وہاں کے لوگ آپس میں نہیں لڑے ہیں اور یہ بات record پر آ جانی چاہئیے۔ ہوا ایسا ہے کہ پہاڑ کی دوسری طرف سے، پہاڑ کے اوپر سے جو علاقہ اس province میں نہیں ہے، وہاں سے جو کچھ ہوا ہے، وہ ہوا ہے اور اب بھی وہاں خطرات منڈلا رہے ہیں۔ حکومت کو چاہئیے کہ فوری اقدامات کرے اور اس صورت حال کو control کرے تاکہ وہاں زندگی معمول پر آئے۔ لوگ کھانے پینے کی اشیاء سے بھی اس وقت محروم ہیں۔ لوگ اپنے

کاروبار پر نہیں جا سکتے ہیں۔ دکانیں نہیں کھل رہی ہیں۔ بازار نہیں کھل رہے ہیں اور خدانخواستہ کہیں اب دوبارہ کوئی شرارت نہ ہو جائے، کوئی ایسی سازش پھر نہ شروع ہو۔ اس کی پیش بندی کی جائے اور حکومت کو چاہیے کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے جو بھی ضروری اقدام ہیں، وہ اٹھائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

سینیٹر احمد علی : جناب والا! میں بھی ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ بھی کرلیں۔

سینیٹر احمد علی : جناب والا! اللہ تعالیٰ نے صبح اس لئے بنائی ہے کہ کام کیا جائے اور شام اس لئے بنائی ہے کہ آرام کیا جائے اور رات آرام کے لئے بنائی ہے۔

جناب چیئرمین، شام بھی آرام اور رات بھی آرام۔

سینیٹر احمد علی : جناب والا! تین سالوں سے یہ ہو رہا ہے کہ صبح کے وقت سیشن نہیں ہوتا ہے۔ اجلاس تین بجے شروع ہوتا ہے یا چھ بجے شروع ہوتا ہے اور پھر یہ دس بجے تک linger on کرتا ہے۔ ہم لوگوں کے اپنے systems ہیں۔ ہم لوگوں نے وقت پر کھانا بھی کھانا ہوتا ہے اور وقت پر آرام بھی کرنا ہوتا ہے۔ یہ سارا نظام disturb ہو رہا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہم اجلاس صبح کے وقت نہیں کرتے۔ طریقہ کار صبح کے اجلاس کا ہے اور یہ طریقہ اپنانا چاہیے۔ جناب والا! میں آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کام صبح ہی start ہوتے ہیں، شام کے وقت start نہیں ہوتے ہیں اور جو کام ہم کر رہے ہیں، یہ بڑا important کام ہے۔ اس لئے please اسے consider کریں۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، ہم Ministry of Parliamentary Affairs کے ساتھ discuss کرلیں گے۔

سینیٹر اسفند یار ولی : جناب والا! آج ہاؤس میں وزیرستان اور بلوچستان کے بارے میں بحث ہے۔ آپ اس پر بحث شروع کرائیں کیونکہ آج جمعہ کا دن ہے اور پھر آپ نے اجلاس ختم بھی جلد کرنا ہے۔ and I will be obliged.

Mr. Chairman: That is what I am trying to do.

ایک تو پہلے question hour تھا I think, there was an agreement that the answers
اس سلسلے میں motion would be taken as read and Zafar Iqbal and Raza Sahib
move کریں گے۔

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Sir, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 38 of the said rules be dispensed with and the printed questions and their replies placed on the table of the House, be taken as read.

Mr. Chairman: I put the motion to the House...

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ آج کے سوالات
کی position یہ تھی کہ آج نصیر خان صاحب کے سوالات ہیں اور ایک سوال Ministry of
Food and Agriculture کا ہے۔ ان کی بیٹی کی شادی ہے، اس لئے آج وہ نہیں آ سکے ہیں۔
اس لئے اگر ان سوالات کو defer کر دیا جائے تو یہ بہتر ہے اور اس کے بعد بے شک ابھی
discussion start کر دی جائے لیکن بجائے اس کے کہ سوالات placed on the table of
the House کر دیے جائیں، انہیں defer کر دیا جائے۔ Let it be deferred.

جناب چیئرمین: جیسے ہاؤس کی مرضی ہے۔ ظفر صاحب! ٹھیک ہے۔ Then they
are deferred. وزیر صاحب کے نہ آنے کی genuine وجہ ہے ورنہ وہ ہمیشہ ہاؤس میں آتے
ہیں اور اس دفعہ ہاؤس میں نہ آنے کی انہوں نے اطلاع بھی دی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جیسے
اسفند یار ولی صاحب نے کہا ہے، بحث پہلے شروع کر دیتے ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتی ہوں اور میں questions
کی طرف نہیں آ رہی ہوں۔ جہاں تک میرے سوال کا تعلق ہے، اسے defer کرنے کی ضرورت
نہیں ہے۔ جہاں تک اس question کا تعلق ہے، آپ کے توسط سے اور جناب سکندر حیات

بوسن کے تعاون سے بلوچستان کا livestock کا مسئلہ مکمل طور پر حل ہو گیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے تین سالوں میں یہ میری بے انتہا کامیابی ہے۔ میں اس مسئلہ پر آپ کے ساتھ تھوڑا زور سے بھی بولی ہوں، جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں، مگر جس طریقے سے livestock کا مسئلہ حل ہوا ہے، میں بڑی خوش ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں، مبارک ہو۔ I am also glad.

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بحث شروع کی جائے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب! تشریف رکھیں۔ ہم بحث شروع کر رہے ہیں۔ رضا صاحب! میں اسی کو شروع کر رہا ہوں۔

سینیٹر چوہدری ظفر اقبال: جناب والا! اس سلسلے میں میرا point of view ہے کہ اس میں جناب امجد صاحب کو بھی appreciate کرنا چاہئیے جس کی کوششوں سے مسئلہ حل ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: امجد صاحب ہماری کمیٹی کے head ہیں۔ امجد صاحب! آپ کو مبارک ہو۔ اچھا! آپ سب تشریف رکھیں۔ رضا صاحب! آپ سب کو موقع ملے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ Before we move on the motion, میں چند چیزیں جو agree ہوئی تھیں، وہ آپ کو بتا دوں کہ جیسے پہلے ہوتا ہے کہ opening members کو زیادہ وقت دیا جائے گا اور باقی ارکان کو کم، تاہم میں سات منٹ کے بعد reminder دوں گا۔ مہربانی کرکے سختی سے time allocation کی پابندی کریں اور آج ہم ساڑھے بارہ بجے تک بیٹھیں گے۔ اس کے بعد agreement کے مطابق اسے Monday کو continue کریں گے۔ اس طرح اجلاس Monday کی صبح دس بجے reconvene ہوگا۔ اس لئے جو speakers باقی رہ جائیں گے، وہ Monday کو تقریر کر سکیں گے۔

MOTION Re: SITUATION IN WAZIRISTAN AND BALOCHISTAN

Senator Maulana Gul Naseeb Khan and Senator Shahid Hassan

Bugti to move that the Senate may discuss the situation in Waziristan and Balochistan.

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی)

جناب چیئرمین: شاہد صاحب! پہلے motion پڑھ لیں یا گل نصیب خان صاحب پڑھ لیتے ہیں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: میں اور شاہد حسن بگٹی تحریک پیش کریں گے کہ سینیٹ وزیرستان اور بلوچستان کی حالت پر بحث کرے۔

جناب چیئرمین: پہلے آپ بولنا چاہتے ہیں یا شاہد بگٹی صاحب بولنا چاہتے ہیں۔ پہلے نام تو شاہد بگٹی صاحب نے مجھے دیا تھا۔ چلیں! پہلے آپ بول لیں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔(عربی)

جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ایک ایسے اہم مسئلے پر بات کرنے کی اجازت عنایت فرمائی جو اس وقت انتہائی حساس اور انتہائی اہم issue ہے۔ یہ مسئلہ بلوچستان اور وزیرستان میں حالیہ مشکلات اپریشن ہے۔ جو اس وقت قوم اور ملک کو درپیش ہیں' اس کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کرنا اور قوم کی راہنمائی کرنا اور ایک انتہائی اہم ' ذمہ دارانہ حل کی طرف پیش رفت کرنا بہت ضروری ہے۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کے عوام مظلوم ہیں اور وزیرستان کے عوام بھی مظلوم ہیں ۔ میں اس وقت یہ کہنا مناسب سمجھوں گا کہ وزیرستان کے عوام اور بلوچستان کے عوام پر یہ حالت مسلط کی گئی ہے اور اس حالت میں وہ جس کرب و الم اور پریشانی سے دوچار ہیں' اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کا ایک حل تلاش کریں۔ وزیرستان کی سرزمین ایک تاریخی سرزمین ہے۔ یہ قوم بھی ایک تاریخی قوم ہے۔ یہ قوم آزاد قوم ہے۔ انہوں نے کبھی غلامی تسلیم نہیں کی۔ جس دور میں یہاں پر برطانوی سامراج نے قبضہ کرنا چاہا اور برصغیر پر تقریباً قبضہ کیا تو یہی قوم ایسی تھی جنہوں نے لڑنا اور آزادی حاصل کرنا اپنے لئے اعزاز سمجھا اور

غلامی قبول نہیں کی۔ برطانوی سامراج کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا۔ ایک تحریک ریشمی رومال جس کے بانی شیخ الہند محمود الحسن تھے، اسی سرزمین کے ایک فرزند، ایک اپی فقیر صاحب محترم جناب خان عبدالغفار خان، حاجی تورنگزئی عالم کی سربراہی میں اسی سرزمین سے آزادی کے لئے تحریک ریشمی رومال کے نام سے ایک بہت بڑی تحریک چلی۔ برطانوی سامراج کے ذہن میں آج بھی وہی دشمنی موجود ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت مغرب اور مغرب کا فلسفہ یہی ہے کہ بلوچستان اور وزیرستان کے قبائل وہی قبائل ہیں۔ اس لیے حالات کو معمول پر لانے کے لئے کسی قسم کی ہمدردی نہ کی جائے، وہاں پر حالات کو خراب رکھا جائے۔

جناب چیئرمین! تقریباً دو تین سال سے وزیرستان میں جو صورتحال شروع ہے میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ یہ مغربی قوتوں اور ان مستبد قوتوں کا پاکستان کی تقسیم کا منصوبہ ہے۔ بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ بھی ملک کی تقسیم کا منصوبہ ہے جس پر مغربی دنیا اور ہمارے ملک کے اندر مستبد قوتیں عمل پیرا ہیں۔ جناب چیئرمین! یہاں پر یہ حالات پیدا کئے جا رہے ہیں کہ پہلے یہ اصطلاح استعمال کی گئی کہ یہاں پر غیرملکی ہیں۔ غیر ملکیوں کے نام پر وہاں کے کٹر پشتون قبائلیوں پر بمباری کی گئی، ان کو علاقہ بدری پر مجبور کر دیا گیا۔ وہ مختلف اطراف میں جانے پر مجبور ہوگئے۔ اب تک سینکڑوں لوگ اس میں کام آئے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہمارے لئے تو یہ اس سے بھی زیادہ مشکل ہے کہ جو فوجی جوان وہاں پر متعین ہیں ان کے جنازے بھی ہمیں پڑھنے ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں اپنے ضلع میں جا رہا تھا تو مجھے فون آیا کہ آج تیمرگرہ کے مقام پر گیارہ جنازے پڑھنے ہیں، جب معلوم ہوا تو وہ ایف سی کے جوان تھے جو ہمارے ہی بچے تھے۔ ان کے جنازے بھی ہم نے خود پڑھائے اور دوسری طرف وزیرستان میں جانا اور وہاں پر جنازے پڑھنا، دونوں طرف سے ہماری ہی قوم کام آتی ہے۔ ہمارے ہی جوان کام آتے ہیں۔

جناب چیئرمین! مجھے جس انداز سے معلوم ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ وسطی ایشیاء کے ذخائر تک مغربی اقوام کو پہنچنا ہے، راستے میں جو آزاد اور کٹر پشتون قبائل ہیں، جو برطانوی سامراج سے لڑے ہیں، ان ذخائر تک پہنچنے میں انہی قبائل کو رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ اسی دشمنی کو، اسی مشکل کو وہ اس طریقے سے حل کرنا چاہتے ہیں کہ ان قبائل کو یہاں سے جانے پر مجبور کیا جائے۔ یہاں سے نقل مکانی پر مجبور کیا جائے۔ جناب چیئرمین! ہم اس وقت یہ سمجھ رہے ہیں کہ باجوڑ کی

سرزمین پر، جو قبائل کی سرزمین ہے اس پر امریکہ کے جہاز دن دیہاڑے آکر بمباری کرتے ہیں۔ ہماری بری، فضائی اور بحری فوج ملک میں ہوتے ہوئے فضائی حدود کی خلاف ورزی ہوتی ہے جو مشرقی سرحد ہے وہاں پر طوفان کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ وہاں پر سرحد کی خلاف ورزی تو ایک طرف ملک کے اندر گھس کر بمباری کی جاتی ہے۔ اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ مستبد قوتوں کا فارمولا تھا کہ 2010 اور 2025 میں یہ ملک تقسیم ہوگا تو اس کے لیے مغرب کا فارمولا یہ ہے کہ مشرقی سرحد پر حالات کو معمول پر لایا جائے اور مغربی سرحد پر حالات کو بگاڑ دیا جائے، اس کا نقصان اس ملک کو یہ ہوگا کہ جب مشرقی سرحد پر حالات کو معمول پر لایا جائے اور مغربی سرحد پر حالات کو بگاڑا جائے تو مغربی اقوام کا وہ منصوبہ اور ان مشتبہ قوتوں کا وہ منصوبہ کامیاب ہوگا اور وہ پاکستان کو یہ بات کہنے میں خود کو حق بجانب سمجھیں گے کہ جناب والا! اس سرحد پر جس قوت کے ساتھ آپ کی لڑائی تھی وہ ایٹمی قوت تھی، اب ان کے ساتھ صلح ہوگئی، اب ایٹمی قوت کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا اس مغربی سرحد پر آپ جس قوم کے ساتھ لڑ رہے ہیں وہ قوم ایٹمی قوت نہیں ہے لہذا آپ ایٹمی قوت ہمارے حوالے کر دیں۔ اس طریقے سے مغربی مستبد قوتیں اس ملک کو بے دست و پا کرنا چاہتی ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسری اصطلاح جو اب استعمال کی جا رہی ہے وہ غیرملکیوں کی نہیں وہ شرپسندوں کی اصطلاح استعمال کی جا رہی ہے۔ ایک اصطلاح ہے۔ مدارس پر بمباری کی جاتی ہے، طلباء کو شہید کیا جا رہا ہے۔ علمائے کرام کو شہید کیا جا رہا ہے اور نام شرپسندوں کا دیتے ہیں۔ یہ مدارس آج کے مدارس نہیں ہیں پاکستان بننے سے پہلے بھی ان کا وجود تھا۔ یہ مدارس تو اب بھی ہندوستان میں ہیں جن کی حفاظت وہاں کی حکومت اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے۔ دارالعلوم دیوبند جو ایشیاء کا سب سے بڑا علمی ادارہ ہے وہ تو ہندوستان میں ہے۔

جناب چیئرمین! اب شرپسندوں کی اصطلاح کی ایجاد کے بعد اس کے معنی یہ ہیں وہاں پر رہنے والی اقوام کو شرپسندوں سے تعبیر کیا جاتا ہے، جو کسی سطح پر اس ملک کے باشندگان کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! اسی طریقے سے اگر ہم اس ملک کی سرحدات کا تحفظ نہیں کر پاتے اور لوگ دراندازی کر کے اور باہر سے آکے یہاں ہمارے لیے مشکلات کھڑی کر دیتے ہیں تو پھر حکمران اس بات پر سوچیں کہ ملک کا دفاع کس کا کام ہے اور سرحدوں کی

حفاظت کس کا کام ہے؟

جناب چیئرمین! میں اس وقت یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں اور پورے مسئلے میں بلوچستان اور وزیرستان کے عوام معصوم اور مظلوم ہیں اور حکومت بلوچستان جو قوت اور طاقت کا استعمال کرتی ہے یہ وہاں کی روایت کے خلاف ہے۔ وہاں قبائل اپنے مسائل جرگے سے حل کرتے ہیں۔ وہاں قبائل اپنی مشکلات کو باہمی مشاورت سے حل کر لیتے ہیں اور پھر یہ سارے مسائل اور مشکلات بلوچستان میں ہیں لیکن وہاں کے قبائل کے بڑے اور اہم ذمہ دار لوگ بیٹھ کر مسائل حل کر دیتے ہیں ۔ لہذا قوت کے استعمال سے بلوچستان میں مسائل مزید خراب ہوں گے اور امریکہ اور ہندوستان کے مقاصد پورے ہوں گے۔ قوت کے استعمال سے بلوچستان کا مسئلہ حل نہیں کیا جا سکتا ۔ پہلے بھی اس ایوان میں کمیٹیاں تشکیل دی گئیں تھیں اور ان کمیٹیوں کی رپورٹس بھی آئی ہیں ۔ لہذا اب بھی میری گزارش ہے کہ بلوچستان کے ذمہ دار لوگوں کو، جو حکومت میں بھی حصہ رکھتے ہیں ، وہی لوگ جو اثر و رسوخ رکھتے ہیں، جو قبائل کے رسم و رواج کو جانتے ہیں ، انہی کو بٹھا کر بلوچستان کے مسائل کا حل نکالا جا سکتا ہے ۔

لیکن اس وقت ملک کے حکمرانوں کے جو بیانات آ رہے ہیں ، وہ مزید اشتعال پیدا کر رہے ہیں اور مزید اشتعال سے یہ اقوام، وزیرستان کے ہوں یا بلوچستان کے ہوں ، انہیں قوت سے نہیں دبایا جا سکتا ۔ اگر برطانوی سامراج انہیں نہیں دبا سکا ہے اور مغربی قوتیں نہیں دبا سکی ہیں، تو قوت اس مسئلے کا حل نہیں ہے۔ اس مسئلے کا حل جرگہ ہے ۔ اس مسئلے کا حل وہاں کے بڑوں کو اعتماد میں لینا ہے اور محترم جناب چیئرمین ! میں وزیرستان کی قوم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان میں استقامت ہے ۔ ہم بے بس ہیں ۔ ہم حالات کو معمول پر لانے میں بے بس ہیں ۔ ہم وزیرستان کی اس بہادر قوم کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور بلوچستان کی اس بہادر قوم کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے حالات کا مقابلہ صبر سے کیا ہے ۔ وہ حالات کا مقابلہ استقامت سے کریں۔ وہ لڑائی پر نہ آئیں ۔ وہ حالات کا رخ جانیں کہ ملک کی تقسیم کے منصوبے دنیا نے پیش کیے ہیں اور اس کے لیے آپ کو آگ کا ایندھن بنا کر دھکیلا جا رہا ہے ۔ لہذا اس دھکیلنے سے اپنے آپ کو بچاؤ اور روایات اور حالات کو معمول پر لانے کے لیے اپنی روایات کا سہارا لے لو اور ملک کی حفاظت کا سہارا لے لو اور ملک کو تقسیم سے بچانے کا سہارا لے لو۔

جناب چیئرمین! اگر یہ ایوان اس بات کو طے کرتا ہے کہ یہاں سینیٹ سے بھی، قبائل کے رسم و رواج جانتے والے یہاں بھی ہیں اور پشتون قبائل یہاں بھی ہیں' یہاں ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو وزیرستان کے حالات کا تجزیہ کرے، اپنی تجویز سینیٹ میں پیش کرے اور اسے پیش کرنے کے بعد اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ انشاء اللہ تبارک و تعالی وزیرستان کے مسائل مصنوعی ہیں۔ وزیرستان کے مسائل مستبد قوتوں کے پیدا کردہ ہیں۔ وہاں کی قوم اس ملک کی وفادار ہے۔ کٹر پشتون قبائل اس ملک کے بھی وفادار ہیں' اس قوم کے بھی وفادار ہیں اور معاملات کو سلجھانا جانتے ہیں۔ اگر آپ اسے اپنا کردار ادا کرنے کی طرف متوجہ کریں اور میں یہ بھی عرض کروں کہ وہاں کے مدارس پر، وہاں کے علماء پر' وہاں کے طلباء پر جو بمباری کی جا رہی ہے اور انہیں جو شہید کیا جا رہا ہے' یہ اس ملک اور قوم کے فائدے میں کبھی نہیں ہے۔ اس سے پورے ملک میں آگ بھڑکے گی۔ وہاں ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں مدارس ہیں، علماء ہیں، تو یہ آگ پھر قبائل سے نکل کر پورے ملک میں پھیلے گی اور اس کی ذمہ داری قوت سے مسائل حل کرنے والوں پر ہو گی۔ اللہ تبارک و تعالی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: آغا شاہد حسن بگٹی۔

سینیٹر آغا شاہد حسن بگٹی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے آج تمام کارروائی کو معطل کر کے ملک کے ایک اہم مسئلے پر ہمیں بولنے کا موقع دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی اس مسئلے پر اتنے ہی concerned ہیں۔ جتنے اس ملک کے دوسرے شہری۔ جناب! مجھے اور مجھ سمیت پچاس ممبران کو تین چار دن پہلے اس ہاؤس میں حلف اٹھانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ابھی تک میں سمجھتا ہوں کہ بیشتر اراکین مبارکباد کے مرحلے سے نہیں نکلے ہیں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ مجھ جیسے ایک چھوٹے political worker کے لئے اس معزز ایوان کا رکن بننا' میرے political carrier معراج ہے۔ ممکن ہے کچھ ہمارے دوست آگے بھی جانے کے مصمم ارادے رکھتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں نے

٭٭٭

اپنی معراج پالی ہے اور یہ خوشی کا وہ مقام ہے کہ جہاں ہم اپنی زندگی کے چھوٹے موٹے مسائل کو اس وقت ایک طرف رکھ کر اپنی خوشیاں منا رہے ہیں۔ ان خوشی کے لمحات میں ایک مسئلہ ایسا ہے کہ جسے ہم کوشش کے باوجود نہ نظرانداز کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے ذہنوں سے ہٹا سکتے ہیں۔

جناب والا! یہ مسئلہ بلوچستان کا سلگتا ہوا مسئلہ ہے ۔ جہاں ملکی تاریخ کا پانچواں فوجی آپریشن پورے زور و شور سے جاری ہے۔ آج پھر بلوچستان کے ایک عظیم سپوت نواب نوروز خان کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ جیسے انہوں نے پیرانہ سالی میں اپنے لوگوں کی قیادت کرتے ہوئے اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کی ' اسی طرح آج بلوچستان میں ایک اور ۸۰ سالہ بوڑھا شخص اٹھا رہا ہے۔ وہ اپنے حقوق کے لئے مجبور ہو گئے ہیں بلکہ انہیں ریاستی دہشتگردی نے مجبور کر دیا ہے کہ وہ پہاڑوں میں چلے جائیں۔

جناب چیئرمین! پچاس سال سے ہم پر مختلف طرح سے الزامات لگتے رہے ۔ جب بھی ہم نے اپنے حقوق کی political rights & economic rights کی بات کی ' ہم پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے اور سب سے بڑا الزام جو ہم پر لگتا رہا وہ تھا کہ یہ لوگ غدار ہیں' یہ لوگ اس ملک کے دشمن ہیں ' یہ لوگ اس ملک کو توڑنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اگر یہ ملک ٹوٹا تو اس میں ہمارا کوئی contribution نہیں تھا ۔ اگر یہ ملک ٹوٹا تو اس میں ہماری کوئی participation نہیں تھی ۔ پچاس سال سے یہ الزامات سن ' سن کر اب ہم ان الزامات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اب ہم پر نت نئے الزام لگ رہے ہیں کہ بلوچستان کے چند سردار ترقی مخالف ہیں۔ بلوچستان کے چند سردار اپنے مفادات کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر صرف ایک مثال دوں گا کہ میرے انتہائی محترم دوست جو ۱۹۸۸ء سے اپنے حلقہ انتخاب سے صوبائی اسمبلی کا الیکشن لڑتے آرہے ہیں اور 88ء سے onward آج تک اپنے حلقہ انتخاب سے کبھی بھی ان کو شکست کا سامنا نہیں ہوا! اور آج وہی میرے محترم دوست اس august House کے ڈپٹی چیئرمین کے عہدے پر فائز ہیں۔ وہ ہیں میر جان محمد جمالی صاحب ۔ میں ایک comparison یہاں پر دینا چاہتا ہوں میر جان محمد جمالی کے حلقے کے

حوالے سے ہم پر جو الزام لگتا ہے کہ ہم development نہیں چاہتے ہیں ' ہم لوگوں کی ترقی نہیں چاہتے ہیں تو یہ الزام تین سرداروں پر ہمیشہ لگتا رہا ہے ۔ میں نے comparison کے طور پر صرف جان محمد صاحب کا نام اس لیے لیا ہے کہ وہ ہاؤس میں موجود ہیں اور وہ بتا سکتے ہیں کہ شاہد بگٹی floor of the House پر جھوٹ بول رہا ہے یا سچ بول رہا ہے ۔ جناب ! آج بھی اس حلقے میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ جہاں تالاب میں سٹور کردہ پانی سے انسان اور حیوان ایک تالاب سے پانی پیتے ہیں ۔ تو وہ کونسی ترقی ہے جو حکومت نے بلوچستان کو دی اور ہمارے بزرگ راہنماؤں نے اسے لینے سے انکار کیا۔ وہ کون سی دودھ اور شہد کی نہریں تھیں جو حکومت نے ان لوگوں کے علاقوں میں بہا دی ہیں جس سے ہمارے بزرگوں نے اپنے لوگوں کو محروم رکھا ہے ۔ جناب ! گزارش یہ ہے کہ بلوچستان پچاس سال پہلے بھی پسماندہ تھا بلوچستان آج اکیسویں صدی میں بھی پسماندہ ہے۔ جہاں تک پسماندگی کا تعلق ہے وہاں کوئی discrimination نہیں ہے کہ sitting Chief Minister کا علاقہ زیادہ ترقی یافتہ ہے یا حکومت کےجو حامی اراکین ہیں ان کا علاقہ زیادہ ترقی یافتہ ہے اور جو حکومت کے مخالف ہیں وہ زیادہ پسماندہ ہیں ۔ جناب ! ہم پر یہ بھی الزام لگتا رہا ہے کہ یہ جو کچھ کر رہے ہیں بلوچستان کے تین سردار ' ہم انہیں سردار کہیں ' یا انہیں political figure کہیں it does not make much difference, لیکن ان پر یہ بھی الزام لگتا رہا ہے کہ یہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں یا کرتے رہے ہیں اپنے ذاتی مفادات کے لیےکرتے رہے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب ! آپ بخوبی جانتے ہیں ۔ آپ نے تاریخ پڑھی ہے۔ تاریخ پر آپ کی گرفت ہے ۔ جو شخص اپنے مفاد کے لیے لڑتا ہے ' جو شخص اپنے ذاتی مفادات کی struggle کرتا ہے' یہ تاریخ گواہ ہے کہ اس نے ہمیشہ وقت کے سلطان کا ساتھ دیا ہے ۔ وہ یہ afford ہی نہیں کر سکتا کہ وہ حاکم وقت کی مخالفت کرے ۔ حاکم وقت کی مخالفت وہی کرتا ہے۔ جو اپنے عوام کی بات کرتا ہے جو اپنے لوگوں کے حقوق کے لیے جدوجہد کرتا ہے ۔ جو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے تیار ہوتا ہے ۔ اگر آج انہی تین راہنماؤں کو گورنمنٹ نے اپنی نظر کرم پر رکھا ہوا ہے اگر یہ آج حکومت سے ہاتھ ملانے کے لیے تیار ہو جائیں at the cost of the people's interest میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس وقت حکومت کے سب سے زیادہ نورنظر ثابت ہو سکتے ہیں لیکن انہوں نے کبھی بھی اپنے اصولوں پر

سودے بازی نہیں کی۔ انہوں نے کبھی اپنے مفادات کو مقدم نہیں رکھا، انہوں نے جب بھی بات کی، اپنے عوام کے مفادات کی بات کی ہے۔اس لیے آج وہاں فوجی توپیں چل رہی ہیں ، وہاں پر جہازوں سے بمباری کی جا رہی ہے لیکن اگر ہم بھی عوامی مفادات کو چھوڑ دیتے تو آج وہ بھی یہاں اسلام آباد میں سرکاری state guest houses میں مزے لے رہے ہوتے۔

جناب چیئرمین صاحب! آپ جانتے ہیں کہ 2004 ء میں اس وقت کے وزیر اعظم صاحب جو ایک سیاسی ذہن رکھنے والے سیاسی راہنما ہیں۔جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب نے بلوچستان کے issue کو resolve کرنے کے لیے ایک پارلیمنٹری کمیٹی تشکیل دی تھی جسے بعد میں دو حصوں میں divide کر دیا گیا تھا۔ one of these was headed by Mushahid Hussain, and the other by Wasim Sajjad Sahib وہ بڑی اچھی ابتداء تھی بلوچستان کے issue کو redress کرنے کے لیے ایک serious effort تھی۔ تحریری طور پر تجاویز انہیں دی گئیں تاکہ بعد میں ہم پر یہ الزام نہ لگ سکے کہ جی ہم اس گول پوسٹ کی change کر دیں لیکن بدقسمتی سے ان کی proceeding سے پہلے ان کی حتمی رپورٹ آنے سے ایک ہفتہ پہلے بلوچستان کے ایک remote area میں، ایک ایسے area میں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ security کے لحاظ سے، پاکستان کی سخت security کے بیچ میں ایک انتہائی شرمناک واقعہ کا ظہور ہوا جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں نے react کیا۔ جہاں تک وہاں کے مقامی، قبائلی لوگوں کے reaction کا تعلق ہے وہ اس میں بالکل سو فیصد حق بجانب تھے کیونکہ اس قسم کے واقعات کا ہمارے قبائلی معاشرے میں تصور نہیں کیا جاتا۔

Anyhow اس reaction کے نتیجے میں آخرکار 17 مارچ کا واقعہ ہوا، Forces نے اپنی توپوں کے دہانے کھول دیے، چار گھنٹے کی قلیل مدت میں 70 سے زائد بگٹی قبائل کے افراد کو، جن میں 30 کے قریب اقلیتی فرقے سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے، انہیں شہید کر دیا گیا۔ ایک مہینے تک قبائلی اور گورنمنٹ کی forces eye ball to eye ball confrontation position میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن آفرین ہے جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب پر اور مشاہد حسین سید صاحب پر، کیونکہ وہ سیاسی ذہن رکھنے والے لوگ تھے، وہ اپنی sincere efforts سے اس situation کو defuse کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہاں پر اگر وہی forces جنہوں نے

ڈیرہ بگٹی میں چار گھنٹے میں خون کی ندیاں بہائی تھیں اگر انہیں یہ task دیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا نتیجہ مزید خون خرابے کی صورت میں نکلتا لیکن اس کا credit ان دو سیاسی حضرات کو جاتا ہے کہ وہ سیاسی ذہن رکھتے تھے، معاملہ بھی سیاسی انداز کا تھا اور انہوں اسے سیاسی اورخوبصورت انداز میں tackle کیا۔

جناب والا! اس کے بعد اپریل میں ایک مفاہمت ہوئی تھی جس سے وہاں پر معاملہ defuseہو گیا تھا لیکن یہ purely ایک tribal issue تھا جو کہ چوہدری شجاعت حسین، مشاہد حسین اور نواب اکبر خان بگٹی کی مفاہمت کے نتیجے میں defuse ہوا تھا لیکن جہاں تک بلوچستان کا core issue تھا وہ وہیں کا وہیں تھا کیونکہ اس وقت تک پارلیمانی کمیٹی کی دونوں sub-Committees میں سے کسی نے، باوجود یہ کہ ان کا time period گزر چکا تھا، انہوں نے کوئی رپورٹ، کسی بھی ایوان میں یا گورنمنٹ کے کسی functionary کو پیش نہیں کی تھی۔ اب اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے، اپنے اپنے imagination کی بات ہے لیکن یہ ایک fact ہے کہ سیاسی لوگوں کی ملاقات کے بعد دسمبر تک، 6,7 مہینے تک Derabugti was the most peaceful district of the country. اس عرصے میں rockets تو دور کی بات، جناب چیئرمین صاحب! وہاں پر ایک پٹاخہ تک نہیں چلا لیکن پھر ایسا کونسا آسمان ٹوٹ پڑا اور ڈیرہ بگٹی میں کونسا ایسا incident ہوا کہ جس کو بنیاد بنا کر 30 دسمبر کو ڈیرہ بگٹی کے پُر امن شہریوں پر حکومت کی forces نے ایک مرتبہ پھر اپنی توپوں کے منہ کھول دیے۔ وہ کونسا ایسا واقعہ تھا کہ جس نے حکومت کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ اپنے ہی شہریوں پر گولہ باری کرنے لگ جائیں۔

یہاں یہ بات programmes میں اور ویسے otherwise سنتے رہے ہیں کہ جب جنرل مشرف صاحب کوہلو کے دورے پر 12 دسمبر کو تشریف لے گئے تھے تو ان کے مجمع میں rocket fire کرنے کا retalliation تھا۔ جناب! ٹھیک ہے ایک لمحے کے لئے مان لیتے ہیں کہ وہ وہاں پر گئے اور miscreants نے rockets fire کئے لیکن آپ مجھے دنیا میں کوئی ایک ایسی مثال بتا دیں کہ کسی head of the state or head of a Government پر کہیں کوئی حملہ ہوتا ہے، قاتلانہ حملہ ہوتا ہے جس میں اس کی جان گئی یا وہ survive کر گیا تو اس کے بدلے میں پورے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ معصوم لوگوں پر، خواتین اور بچوں پر فضا سے بمباری کی

جائے، گولہ باری کی جائے۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ مجھے بتائیں یا یہاں پر موجود کوئی ایک دوست مجھے یہ بتا دے کہ اسی جنرل پر پنڈی میں دو مرتبہ حملے ہوئے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنڈی کے کتنے محلوں کو تاخت و تاراج کر دیا گیا تھا۔ ہمارے sitting Prime Minister جناب شوکت عزیز صاحب پر اٹک میں ایک حملہ ہوا تھا، مجھے بتایا جائے کہ اٹک میں کتنی colonies کو ختم کر دیا گیا تھا۔ ٹھیک ہے کہ ایک جرم ہوتا ہے؛ آپ pin point کریں جو criminals ہیں جو اس کے ذمہ دار ہیں، آپ انہیں arrest کریں، وہ ملکی قانون کے مطابق سزا کے مستحق ہیں لیکن یہ کوئی قانون آپ کو اجازت نہیں دیتا ہے کہ ایک شخص کے گناہ کی سزا، آپ دوسرے معصوم لوگوں کو دیں۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم جو اس وقت بلکہ شروع سے America کے دست نگر رہے ہیں، 63 میں John F. Kennedy کو جب Dallas میں قتل کر دیا تھا، ایک شخص کی کارروائی تھی، اس ایک شخص کو پکڑا گیا اور .he had to face the trial یہاں پر I don't know حکومت ہمارے کن ناکردہ گناہوں کا بدلہ ہم سے لینا چاہتی ہے کہ ہر پانچ، دس سال کے بعد جب بھی forces کی مرضی ہوتی ہے، وہ آ کر بلوچستان میں ایک فوجی operation شروع کر دیتے ہیں، گویا بلوچستان جیسے ان کا ایک training ground ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! 30 دسمبر سے جاری فوجی operation آج دن تک پورے زور و شور سے چل رہا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! اس میں 118 بے گناہ افراد شہید کر دیئے گئے ہیں جن میں 36 مرد اور بقایا تمام خواتین اور بچے شامل ہیں۔ یہاں پر میں ایک اور چیز کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو 36 افراد حکومت کی وحشیانہ بمباری کا شکار ہوئے ہیں، ان میں 12 اشخاص وہ ہیں، جنہیں 12 فروری کو عید کے دن، ان کے گھر سے arrest کر کے، FC کی ایک check post میں قید رکھا گیا اور اس دوران ایک land mine کے حادثے میں FC کے چند اہلکار ہلاک ہو گئے تو reprisal killing میں، revenge killing میں ان 12 افراد کے ہاتھ پیچھے باندھ کر انہیں گولی ماری گئی اور انہیں وہاں پر شہید کیا گیا اور پھر ,icing on the cake جب دو بوڑھے افراد، ان لاشوں کو retrieve کرنے گئے تو تین دن تک انہیں وہ لاشیں نہیں دی گئیں۔ تیسرے دن ان دو اشخاص کو بھی arrest کر کے، اسی انداز میں، اسی طرح سے brutally they were

murderd اور چار دن کے بعد ان 14 اشخاص کی لاشیں ان کی عورتوں کی حوالے کی گئیں۔

اسی دوران 260 سے زائد افراد زخمی ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! ڈیرہ بگٹی ضلع کی کل آبادی دو لاکھ افراد پر مشتمل ہے جس میں سے حکومتی کارروائیوں کے نتیجے میں تقریباً ایک لاکھ پچاس ہزار افراد اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں اور مختلف neighbouring districts میں وہ پناہ لینے پر مجبور ہیں، وہ بےسر و سامانی کے عالم میں وہاں پر زندگی گزار رہے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ ایک NGO جو خدا ترسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، ان بےسرو ساماں لوگوں کی امداد کے لئے گئی، انسانی بنیاد پر تو ان ضلعوں کی local administration نے انہیں بلا کر، ان لوگوں کی امداد کرنے سے منع کر دیا۔ اگر حکومت کہتی ہے کہ miscreants ہیں، ٹھیک ہے miscreants ہیں تو پہاڑوں میں ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ ڈیڑھ لاکھ افراد کس گناہ کی سزا پا رہے ہیں؟ یہ حکومت کی ریاستی دہشت گردی کا شکار ہیں، یہ وہ علاقہ ہے جو disturbed ہے، وہ اس علاقے کو چھوڑ کے نقل مکانی پر مجبور ہوئے ہیں تو یہ حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان کی look after کرے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہمارے Interior Minister پچھلے دسمبر میں بلوچستان کے دورے پر تشریف لائے تھے، میں یہ ریکارڈ کی بات آپ کے سامنے لا رہا ہوں کہ آٹھ دسمبر کو تربت میں ایک official meeting کے بعد انہوں نے press conference کرتے ہوئے کہا تھا کہ بلوچستان میں اب تک چار ہزار افراد کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ جناب! kindly یہ note کریں کہ یہ آٹھ دسمبر کی بات ہے۔ اگر جنرل پرویز مشرف کے اجتماع میں یا اس سے دور گولے گرتے ہیں تو وہ بارہ دسمبر کی بات ہے اور پھر حیران کن بات یہ ہے کہ جب Northern Areas میں زلزلہ آتا ہے تو General went to extra length to prove his point کہ آرمی کو ان زلزلہ زدہ علاقوں میں پہنچنے میں تین، چار یا پانچ دن کا وقت اس لیے لگا کیونکہ آرمی movement کا اپنا طور طریقہ ہوتا ہے، یوں نہیں ہے کہ اطلاع ملتے ہی وہ rush کر کے ان disasterous zone میں پہنچ جائیں، آرمی کا اپنا ایک pattern ایک set طریقہ کار ہوتا ہے، جناب چیئرمین صاحب! مان لیتے ہیں لیکن بارہ اکتوبر کو ان کے جلسے پر راکٹ فائر ہوتے ہیں، جو میں کہتا ہوں کہ ایک breach of security تھا، اگر تحقیقات کریں تو وہ ان سازشی عناصر تک پہنچ سکتے ہیں جن کی یہ

سازش تھی اور اس breach of security کی وجہ سے وہ miscreants اتنے قریب یعنی ایک ہزار گز کی range میں پہنچے کہ جہاں سے انہوں نے ان کے اجتماع پر rockets fire کیے۔ زلزلہ زدگان کی مدد کے لئے آرمی کو چار سے پانچ دن لگتے ہیں لیکن بلوچستان میں فوجی آپریشن اڑتالیس گھنٹوں کے اندر شروع کر دیا جاتا ہے، یہ خود ایک ثبوت ہے کہ یہ سارا planning کا حصہ تھا۔ Coming back to the issue of the arrests, جناب چیئرمین صاحب! یہ جو figures ہیں ہم نہیں دے رہے، Interior Minister نے press conference میں یہ کہا تھا کہ چار ہزار افراد گرفتار ہو چکے ہیں لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کب سے گرفتار ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کو بھی جانتے ہیں جو دو، دو، تین، تین برس سے قید ہیں اور جن کے بارے میں ان کے ورثاء کو آج تک کچھ معلوم نہیں ہے کہ آیا وہ مر گئے ہیں یا وہ ابھی تک کسی ادارے کی قید میں ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ سراسر آئین کے آرٹیکل دس کی خلاف ورزی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! بلوچستان آج more or less ان حالات سے گزر رہا ہے جو 1971 میں مشرقی پاکستان میں prevail کر رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر جنرل یحییٰ خان کو یہ معلوم ہوتا کہ وہ جو اقدامات کر رہے ہیں، اس کے نتیجے میں ملک دولخت ہو جائے گا تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کبھی بھی اس راستے پر نہ جاتے جو پاکستان کے دولخت ہونے پر منتج ہوا۔ آج یہی پوزیشن یہاں پر ہے۔ جنرل یحییٰ کے مشیروں کی طرح ہی، جن کو ملکی مفاد سے زیادہ اپنے مفادات عزیز تھے، ہو بہو اسی طرح آج بھی ہمارے حکمرانوں کے وہ مشیر جن کی society میں کوئی standing نہیں ہے، جن کی اس society میں کوئی حیثیت نہیں، وہ اپنے ذاتی مفادات کے لیے حکمرانوں کو غلط مشورے دیتے ہیں، ان کے سامنے غلط scenario, غلط picture رکھتے ہیں جس کے نتیجے میں حکمران غلط فیصلے کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! ہمارے حکمران پاکستان کی بہتری اور خوشحالی کے لیے ایک reluctant واجپائی سے ہاتھ تو ملا سکتے ہیں، ہمارے یہی حکمران ہماری آنے والی نسلوں کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے پچاس سالہ پالیسی سے U turn لے سکتے ہیں، ہمارے یہی حکمران سیاچین اور کارگل سے معاملات کو defuse کرنے کے لیے back out کر سکتے ہیں تو جناب چیئرمین! کون سی ایسی رکاوٹ بیچ میں حائل ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر بات نہیں

کر سکتے۔

جناب والا! ہم سمجھتے ہیں کہ ہندوستان اور افغانستان میں ہماری جو foreign policy ناکام ہوئی ہے لگتا ہے کہ اس بنیاد پر ہم نے اپنی policies formulate کرنی شروع کر دی ہیں لیکن افغانستان کی ناکامی اور ہندوستان کے سامنے کمزوری کی جھنجھلاہٹ بلوچستان میں کیوں اتاری جاتی ہے ۔ جب بھی کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے ' جب بھی ہمارے وردی پوش حکمرانوں کو کسی ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ اپنی جھنجھلاہٹ بلوچستان میں اتارتے ہیں۔ جناب والا اس قسم کا رویہ ملک کے لیے کبھی بھی سودمند نہیں رہا ' نہ پہلے رہا ہے ' نہ اب ہے اور نہ مستقبل میں سود مند رہے گا۔

جناب والا! ہندوستان کشمیری لیڈروں سے جو کہ ہندوستان سے علیحدگی کی بات کرتے ہیں ' واجپائی ' من موہن سنگھ or for that matter any prime minister ان کے ساتھ بیٹھ کر ان سے مذاکرات کرنے میں انہوں نے کبھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی جو کھلم کھلا کہتے ہیں کہ ہم ہندوستان سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہندوستانی لیڈروں نے کبھی اس میں عار محسوس نہیں کیا کہ ان لوگوں کے ساتھ جو ہندوستان سے علیحدگی چاہتے ہیں ' ان کے ساتھ وہ بات چیت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کو کیا تکلیف ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر بات نہ کریں جنہوں نے کبھی اس ملک کا برا نہیں چاہا ' کبھی علیحدگی کی بات نہیں کی ' جنہوں نے پاکستان توڑنے میں کبھی contribute نہیں کیا۔ جناب والا! یہ narrow mindedness کی انتہا ہے کہ ہمارے حکمران ان لوگوں کے ساتھ بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں جو اپنے عوام کے حقوق کی بات کرتے ہیں ' جو اپنے صوبے کے resources کی بات کرتے ہیں ' جو وہاں کے لوگوں کے economic and political rights کی بات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ وزیرستان بشمول تمام tribal belt ایک قسم کا foreign aggression کے لیے 1947 سے ایک دیوار کی مانند رہا ' ہم نے کبھی یہ ضرورت محسوس نہیں کی گو کہ ہمارے افغانستان کے ساتھ تعلقات کبھی بھی مثالی نہیں رہے لیکن اس کے باوجود ہم نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ وہاں پر کچھ فورسز کو لگایا جائے ' کیوں؟ اس وجہ سے کہ وہاں پر جو قبائلی لوگ رہتے تھے جن کا اپنا ایک طور طریقہ تھا ' وہ ہماری سب سے پہلی

دفاعی لائن تھے۔ ہم نے ہمیشہ اپنے western border کو محفوظ ترین border تصور کیا۔ ہماری forces کی جو بھی deployment ہوتی تھی وہ ہمارے مشرقی border پر ہوتی تھی لیکن اب ایسا کون سا turn of events ہوا کہ اب ہم انہی لوگوں کو مارنے لگ گئے ہیں جنہوں نے ہمیں مقبوضہ کشمیر جیت کر دیا تھا۔ پاکستان کے پاس آج جو چھوٹا سا ٹکڑا کشمیر کا ہے اس میں ان قبائلی لوگوں کا بہت عمل دخل ہے۔ اگر وہ کشمیر کے جہاد میں حصہ نہ لیتے تو آج یہ ٹکڑا بھی ہمارے پاس نہ ہوتا۔ کیا ان کی محنت اور جہاد کا صلہ ہم انہیں اس طریقے سے دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر شاہد حسین بگٹی: جناب چیئرمین! زندہ قومیں وہ ہوتی ہیں جو اپنی ماضی کی غلطیوں کو مدنظر رکھ کر ان کی روشنی میں آگے بڑھتی ہیں لیکن ہم ایسی بدقسمت قوم ہیں کہ ہم ہمیشہ ماضی کے تجربات سے آنکھ بند کر کے آگے چلے ہیں اور مستقبل کے خطرات سے بھی ہم نے ہمیشہ نظریں چرائی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ After all sudden done, میں ذاتی طور پر اب بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے بلوچستان میں وہ line عبور نہیں کی ہے کہ جہاں سے واپسی ناممکن ہو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم آج بھی point of no return پر نہیں پہنچے ہیں لیکن ہم اس سے زیادہ دور بھی نہیں ہیں۔ یہ اب وقت کی بات ہے جناب چیئرمین! کہ اگر یہی جبر، یہی ظلم جاری رہا اور اگر حکمرانوں نے عقل کے ناخن نہیں لیے، انہوں نے political matters کو politically address کرنے کے لیے کوئی concrete اور کوئی sincere efforts نہیں کیں تو نقصان ان لوگوں کا نہیں جناب چیئرمین! جو ان حکمرانوں کو غلط مشورے دیتے ہیں، جو اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کے لیے ان کے گرد گھیرا ڈال کر بیٹھے ہوئے ہیں، نقصان اگر ہوگا تو اس ملک کا ہوگا، اس ملک کے عوام کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ ہماری آنے والی نسلوں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ لہٰذا میں اس august House کے floor سے آپ کے توسط سے، ہمارے جو حکمران ہیں، میں صرف ان سے اتنی گزارش کروں گا کہ بلوچستان اب بھی ایک ایسا issue ہے جس میں اگر ہم sincere efforts ڈالیں تو وہ حل ہو سکتا ہے لیکن اگر اس میں

حکمران وہی سب ٹھیک ہے سب ٹھیک ہے کی رٹ پر آگے چلتے رہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مورخ جب پاکستان کی تاریخ مرتب کرے گا تو وہ ہمارے موجودہ حکمران اور جنرل یحییٰ صاحب کو ایک slot میں ڈالیں گے۔ شکریہ جناب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! یہ بڑا ہی اہم مسئلہ ہے، کیا آپ وزیر داخلہ کو بلا سکیں گے کیونکہ انہیں یہاں ضرور ہونا چاہیے تاکہ وہ سن سکیں۔

جناب چیئرمین: ان کی نمائندہ ہیں، انہوں نے اطلاع کی تھی اور وہ خود بھی آئیں گے۔ وہ کسی meeting میں تھے، وہ ابھی آرہے ہیں کیونکہ پہلے کی ایک طے شدہ meeting تھی لیکن اب وہ آرہے ہیں اور ان کی نمائندہ یہاں موجود ہیں۔ جناب محبت خان مری۔

سینیٹر میر محبت خان مری: جناب چیئرمین! بلوچستان کے بارے میں گزشتہ تین سالوں سے یہ بحث ہو رہی ہے اور خاص طور پر جب سے بلوچستان میں بڑے ترقیاتی منصوبے شروع کیے گئے اور بلوچستان میں خاص طور پر Opposition کے چار جماعتی اتحاد جس کی قیادت وہاں کے سرداروں کے پاس ہے، انہوں نے اس کی مخالفت کرنی شروع کردی ہے۔ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ اس مخالفت میں متوسط طبقے کے سیاسی کارکن اور رہنما زیادہ بول رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ لوگ اپنے ہی طبقے کے مفادات کے خلاف بول رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ اگر وہ ایوان میں نہیں بولے تو وہ سردار جن کی بیساکھیوں سے چل کر ایسے ایوانوں میں وہ پہنچ رہے ہیں تو وہ نہیں پہنچ سکیں گے۔

دوسری بات جناب چیئرمین! یہ بلوچستان کے خیرخواہ نہیں ہیں بلکہ انہیں اپنے مفادات عزیز ہیں۔ یہ بلوچوں یا بلوچستان کے لیے نہیں بلکہ اپنے کمیشن کے لیے بول رہے ہیں۔ مثلاً جب RCD Highway بن رہی تھی تو ان ہی سرداروں نے ان کام کرنے والی کمپنیوں سے commission وصول کیا۔ یہاں تک کہ چالیس چالیس، پچاس پچاس لاکھ روپے تک وصول کرتے رہے اس commission کی مد میں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی قوم پرستی کمیشن کی حد پر ختم ہوتی ہے۔ جب کمیشن لیتے ہیں تو پھر یہ سڑکیں بھی بننی شروع ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہمارے کوہلو اور سبی روڈ کی تعمیر کے لیے ان ہی سرداروں کے صاحبزادوں نے اپنے دور اقتدار میں

دس فیصد کی شرط رکھی تھی اور اب یہ مقدس ایوان خود یہ فیصلہ کرے کہ اگر حصہ نہ دیا جائے تو وہ روڈ بلوچستان کے مفادات کے خلاف ہے۔ اگر پیسے دے دیے جائیں تو پھر تو ٹھیک ہے۔

دوسری بات یہ ہے جناب! کہ کیا یہ قومی حقوق کی جنگ ہے؟ اور ہم پر خاص طور پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم حکومت کے ایجنٹ ہیں۔ ہاں بفرض محال اگر ہم ایجنٹ ہیں تو پاکستان کے ایجنٹ ہیں اور اس پر ہمیں فخر ہیں۔ ہم کسی بیرونی طاقت کے ایجنٹ نہیں ہیں، ہم اپنے ملک کے ایجنٹ ہیں۔ ہمیں بیرونی طاقتوں سے یہ رقم، راکٹ اور مارٹر گولے لے کر بیرونی طاقتوں کے ایجنٹ نہیں بنے۔ ہم اس ملک کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ جناب جس طرح شاعر نے کہا کہ

میرے کارروان میں شامل کوئی کم نظر نہیں ہے

جو نہ مٹ سکے وطن پر وہ میرا ہمسفر نہیں ہے

جناب والا! کیا لوگوں کی داڑھیاں نوچنا، سر کے بال صاف کرنا بلوچ دوستی ہے؟ کیا اپنے لوگوں کو گولیوں سے چھلنی کرنا اور اپنے ہی لوگوں کے گھروں کو راکٹوں سے مسمار کرنا اور انہیں کو گھروں سے بے دخل کرنا اور انہیں نجی جیلوں میں ڈالنا بلوچستان اور بلوچ کی خدمت ہے؟ کیا اپنے ہی بھائیوں کو پنجابی کہہ کر قتل کرنا انسان دوستی ہے؟ کیا اپنے ہی علاقے میں سکولوں کو نجی مہمان خانے میں تبدیل کرنا علم دوستی ہے؟ کیا ایف آئی آر درج کرنے والے پر پچاس پچاس ہزار روپے جرمانے کرنا قانون کا احترام ہے؟ کیا اپنے ہی لوگوں کو بارودی سرنگوں کے ذریعے قتل کرنا اور سیاسی مخالفین کو تہہ و تیغ کرنا عوام دوستی ہے؟

جناب والا! جب یہ لوگ خود وزیراعلیٰ تھے تو وزیراعظم کی گاڑی چلاتے تھے اور ایٹمی دھماکے کی جگہ پر جا کر خراج تحسین بھی پیش کرتے رہے۔ پھر حکومت چلے جانے کے بعد اسی ایٹمی دھماکے کی تاب کاری سے بلوچستان متاثر ہو رہا ہے کا واویلا بھی کرتے رہے۔ حکومت کو گالیاں دیتے رہے کیا یہی اصول پسندی ہے؟ جب وہ حکومت میں تھے تو خود یہ اسمبلیوں سے قراردادیں پاس کرواتے ہیں کہ مرکزی حکومت بلوچستان میں میرانی ڈیم تعمیر کرے، سینڈک پراجیکٹ چلائے، کیا یہ ان دنوں درست مطالبہ تھا؟ جب موجودہ حکومت 140 ارب روپے کی خطیر رقم ان منصوبوں پر خرچ کر رہی ہے اور بلوچستان کا مستقبل سنوار رہی ہے اور اب چونکہ یہ حکومت کا حصہ نہیں ہیں اسی لئے ان کو ان کاموں میں کیڑے نظر آنے لگے۔

جناب حافظ حسین احمد صاحب کے بارہا میں نے اخباری بیانات پڑھے ہیں، انہوں نے کہا بلوچستان کے معاملات گولی سے نہیں، بولی سے حل کئے جائیں۔ میں جناب حافظ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کی وضاحت کر دیجئے کہ بولی کا کیا مطلب ہے۔ اگر بولی کا مطلب بریف کیس ہے تو صاحب یہ بریف کیس کا دور اب ختم ہو جانا چاہیئے۔ وہ زمانے گئے، اس بولی کی سیاست نے ہمیں اس مقام تک پہنچایا ہے۔ میں صدر پرویز مشرف، وزیراعظم اور اس مقدس ایوان سے گزارش کروں گا کہ وہ بلوچستان میں اس بولی یعنی بریف کیس کی سیاست کو ہمیشہ کے لئے ختم کریں اور کسی کو اجازت نہ دیں کہ وہ بھاری اسلحہ رکھے، نجی فوجیں بنائے اور ریاست کے اندر ریاست قائم کرے۔

میں اس ایوان کے ممبران سے بھی گزارش کروں گا کہ بھیڑیوں کی کھال میں بھیڑوں کی حمایت نہ کریں۔ وہ بلوچستان کے عام آدمی کی خوشحالی کی بات کریں۔ وہ جاری ترقیاتی عمل کا خیر مقدم کریں۔ ترقی دشمنوں کے خلاف ہمارا ساتھ دیں۔ جناب والا! سیاسی اختلاف اپنی جگہ پر مگر حزب اختلاف بلوچستان اور بلوچوں پر رحم کھائے۔ وہ ان قوتوں اور لوگوں کا ساتھ نہ دیں جو اپنے عوام کی کھال اتار رہے ہیں۔ میں اس مقدس ایوان میں موجود حزب اختلاف کے اراکین کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہ کوہلو آئیں، عام آدمیوں سے ملیں، صورتحال سے آگاہ ہوں کہ بلوچستان کی صورتحال کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ آئیں گے اور ہم لوگوں کو دکھائیں گے بھی انشاء اللہ۔ مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر محمد ساعد۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساعد : نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اعوذباللہ من الشیطن الرجیم۔

Mr. Chairman, first of all, I want to congratulate you for your election for the second time to the Senate. Then I would like to present sir, a few points with regard to the situation in Waziristan.

Mr. Chairman, Waziristan is in flames. Waziristan is on fire. There are battles in every valley of this Agency. Schools are closed.

Markets are shut down. Villages after villages have been bulldozed. The whole of this beautiful area has been turned into wrecks. Thousands of men, women and children have been massacred sir, and on the top of it 600 officers and Jawans of the Pakistan army have also laid down their lives in this operation. .

Sir, it is on record that during the last three years we have killed more people in this operation than the Britishers during the 90 years of their rule. It is great tragedy. Sir, it was pointed out by any honourable member before me, (Mr. Bugti) that we should not forget that it was the people of Waziristan: the Mehsudis and the Waziris who went to Kashmir in 1947-48 and liberation the existing Azad Jammu & Kashmir from the yoke of the Dogra regime.

Sir, we should also not forget that by these military operations, we have no doubt gained the goodwill of America and obtained legitimacy for one man rule in this country but sir, by this operation, we have permanently lost the goodwill and trust of the people of Waziristan.

Secondly sir, there are solid proofs that what is going on in Waziristan, is not the work of the so called terrorists. We are fighting against our own people. We are fighting against Mehsuds and the Wazirs. We are fighting against the Afghan mujahideens who have settled and living a peaceful life in this agency for the last 30 years.

Sir, I would also like to remind you that the Afghan refugees belong to various ethnic groups. There are Afghan Uzbeks, there are Afghan Tajiks, there are Afghan Turkmans. When an Afghan Tajik is

killed, it is proclaimed that a foreign terrorist from Tajkistan has been killed. When an Afghan Uzbek is assassinated, it is announced that a foreign terrorist from Uzbekistan is killed. When an Afghan Turkman is killed in the operation, it is proudly proclaimed that a foreign terrorist fromTurkmenistan has been eliminated.

Sir, we have deliberately given a false impression to the entire world by these announcements. We are trying to prove, a false impression that Pakistan is the breeding ground of the foreign terrorists, that Pakistan is the training ground of the so called terrorists and unintentionally, or intentionally we have completely spoiled our relationship with all the states of Central Asia.

Mr. Chairman, if there was any cross border terrorists from Waziristan into Afghanistan then there should be some terrorist activities in the areas adjacent to Waziristan on the Afghan side, in the Ghazni, Paktia and the Paktika Provinces. The facts are contrass. These Provinces are areas of peace.

The unrest is in the whole of Afghanistan, the unrest is right in the Capital of the Afghanistan. Therefore, Waziristan or Pakistan should not make responsible for what is happening in Afghanistan. Sir, it has also been said that the terrorist activities are being carried out by foreign terrorists. Sir, it is on record that so far not a single photograph of the terrorist arrested or terrorist that has been killed, has been released by the government authorities.

Sir, I have got a few suggestions with regard to the Waziristan

problem. Firstly sir, the military operation in Waziristan should be stopped immediately. Militry power is not the solution to the problems in the tribal area. We should engage the tribes in a dialogue and fortunately we have got the institution of *Jirga* system in the tribal area. By *Jirga* system very complicated problems are resolved. We should get together, all the tribal chief's involve them in a dialogue and request them for a peaceful solution to the Waziristan solution.

Secondly sir, the Pakistan Army unfortunately has got a very poor record of the Human Rights violation and this has been proved by the way the poor tenants were ejected from Okara Farms. This is also clear from the way the Rangers have treated the peaceful processionests in Karachi. Therefore, I would suggest that there is a Standing Committee of Senate for the Human Rights. This Committee should be allowed to visit the Waziristan, and it should report to this House with regard to the Human Rights condition.

My third suggestion is; that the Waziristan policy should be discussed in the Parliament. I can't understand that now we have an elected Parliament, elected Senate and elected National Assembly, nothing should be hidden from these elected representatives. Nothing should be declared secret from these elected representatives. I would also like to mention sir, that during the colonial period in 1930 and 1940 when there were military operation by the Britishers, the Waziristan policy was discussed, and debated thoroughly in the British House of Commons. And now sir, when we are independent, I can't see any reason why

Waziristan policy and Waziristan operation should not be discussed in the Senate House. I would also like to mention sir, that there is absolutely no reason, why we should not discuss the terms and conditions on which Pakistan has joined the so-called war against terrorism. Sir, I would also like to mention finally that we had had a very bad relation with the United States in the Past. You would remember that we were a party to the proxy war in Afghanistan. We were fighting this proxy war on behalf of America. When the Soviets were defeated, the United States never bothered to look back at Pakistan. Sir, you would remember that Pakistan alone had to face the brunt of the fall out of the proxy war in Afghanistan. We had to look after 4 million refugees for a period of 30 years. We have provided them all the facilities because these were ejected from Afghanistan as a result of this proxy war. Sir, there are apprehensions that once the US interests are realized, America will leave us once again all alone. It will be hell of job sir, to seek the trust, and confidence of the people of the Waziristan area. So, let us Mr. Chairman, put a halt to this mobilization, let us put a halt to this military operation before it is too late. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Tahir Mashhadi.

Senator Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman, Senator Maulana Gul Naseeb Khan and Senator Shahid Hasan Bugti deserve our thanks for bringing this motion to this House. The subject that we are discussing today is of utmost improtance to the national integrity, solidarity and well-being of the country. It deserves serious

consideration which all members have given it so far. So, I appeal to the Government to pay heed to everyone. Each one of us here has something to say and something in the interest of the Nation that we have the honour to belong, to live for and if need be to die for.

Mr. Chairman, the policy of my party is absolutely clear on this issue. We do not, I repeat, do not condone or support any military action against any nationality, any people of any area or any tribes of Pakistan. They are the citizens of this wonderful country. They are patriotic citizens. They are the poor, the meek, the humble, the oppressed and suppressed people of Pakistan who have suffered untold miseries in the last 59 years and they are continuing being subjected to the neglect and backwardness to which they are doomed. To add salt to injury the Government from time to time takes it upon themselves to resort to use of force. Mr. Chairman, use of force has never in the history of mankind solved any problem. We belong to a democratic state. We belong to a democratic country, as envisaged by the Quaid-i-Azam. We belong to a progressive and a modern State. We must take into consideration the basic founding principles of this Nation and the most important one was that every single citizen of this country will have equal rights, equal privileges and will be treated equally as a patriotic Pakistan. There is no reason whatsoever that the whole people have to suffer for the wrong doings of a few. The miscreants, the rebels, the traitors must be isolated. They must be singled out and examplary action taken against them. But the people of Pakistan wherever they may belong to, whichever province they may belong to,

whichever caste, creed, colour or religion they may belong to must be treated as patriotic as anyone else. They can only be called traitors or termed traitros or be forced to become traitors once they proved themselves to be so. Once they prove themselves to be so then some action can be taken but it should be taken only against the individuals concerned. Collective punishment is banned. It is illegal in every single law book in the world. It is illegal in every statute in the world. It is illegal in every law, custom and tradition of Pakistan and its people. Collective punishment causes resentment and anti-State feelings which are absolutely unnecessary and must be eliminated. The poor people of Dera Bugti are suffering. People are dying, the women are crying, the children are crying and the whole Nation is sleeping. We must awaken from this slumber. Guns and the bullets have never solved any problem. It can never solve any problem. The only way to solve the problem is by dialogue. Dialogue can achieve wonders what all the might of the world cannot achieve. In Iraq, the mightiest power that the world has ever been, the mightiest war machines that the world has ever been assembled that of USA, they won the war but they have lost the peace and there is no hope for that. In Afghanistan, they bombarded even the mountains and yet they have lost the war but they have not been able to win the peace. We need stability, we need national coherence, we need unity, we need vitality and we need justice. This can only come about if we are just to each and everyone. I appeal to the Government to stop the operation, whatever it may be and to indulge in dialogue. I appeal to the Government to listen to

and heed to very good recommendations made by the Mushahid Hussain Committee and even by the Chaudhry Shujjaat Hussain Committee on the same topic and to take lessons from history and to move towards resolving of this issue. This can be easily resolved as mentioned by the honourable mover...

Mr. Chairman: Please keep the time in mind.

آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

Senator Tahir Hussain Mashhadi: Thank you. As moved by the honourable mover of the motion, collective punishment in towns and villages, what have they done? There is another point which came up about land mines. Land mines are banned throughout the world. They are against the human conscience and they are even against the rules of warfare. If land mines are being used, a Committee should be constituted to go and see and listen and hear the people themselves and to assess on the ground, the ground realities. Have they been laid by one side or the other and whichever side has laid those mines should be condemned and action should be taken against them. Land mines maim and injure innocent people and they cannot be allowed to be used against your own people and if our own people, are using them against their own Armed Forces, that is equally to be condemned but it must be ascertained if this criminal act is being done or not. Sir, I close by again appealing for reasons. I appeal for dialogue instead of force. I appeal for the ballot instead of the bullet. We are a democratic people, we believe in the ballot. Let us listen

to the elected representatives of that area. Let's talk with them. Let's discuss with them and let's find the solution. Unity, vitality and justice they are of the utmost importance.

Mr. Chairman, Rome fell, it had unity but no vitality. Greece fell, it had vitality but no unity, the Islamic Empire fell because it lost its unity, vitality and justice. Let us at least, bring these three main ingredients into the national life so that this great nation can reach its proper destiny. Sir, for your time I thank you.

Mr. Chairman: Yes, Dr. Abdul Malik.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم issue پر ہمیں بولنے کا موقع دیا ۔ چیئرمین صاحب! تاریخ گواہ ہے کہ جب اقتدار کے ایوانوں پر خاکی چھتری ہوگی تب عوام الناس کو تپتی دھوپ میں بھوک ، افلاس اور جہالت کا اژدھا ڈستا رہے گا۔ جب عدالت کی کرسی پر رومی عدل و انصاف کی بجائے ڈکٹیٹروں کے رکھوالے ہوں گے اور جن معاشروں میں میکاولی جیسے ہزاروں دانشور آمروں کے نکری سپاہی بنیں گے اور جن معاشروں میں آمروں کے سامنے سیاست دان ان کو اپنا نجات دہندہ سمجھیں گے تو ان معاشروں کا زوال تاریخ میں حتمی ہوتا ہے لیکن بلوچستان کا مسئلہ کچھ مختلف ہے۔ بقول ہمارے قومی شاعر کے کہ،

کوہساروں کی عطا رسم نہیں خاموشی
رات ہو جائے تو بہتا ہوا چشمہ بولے

جناب چیئرمین! ہماری تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے آمروں کے خلاف جدوجہد کی ہے۔ جب یہاں پر ایوبی آمریت تھی تو تب بھی ہمارے قائدوں نے اس کے خلاف جدوجہد کی۔ ضیاء الحق کے دور میں بھی ہمارے قائدین نے اس آمریت کے خلاف جدوجہد کی اور اس کے بدلے میں ہمیں اس سے قبل چار فوجی operations ملے اور اب جبکہ ہم نے شروع دن سے

آمروں کو آمر کہہ کر پکارنا شروع کیا تو تب ہمارے خلاف صف بندیاں شروع ہوئیں اور آج بلوچستان میں نواب بگٹی، نواب مری کے گھروں کو مسمار کیا گیا ہے۔ وہاں پر jet طیاروں اور gunship کی bombardment روزانہ ہو رہی ہے، ہمارے کئی نوجوانوں کو جن میں ڈاکٹر حنیف شریف، راجہ احمد خان گچکی شامل ہیں اور ہمارے بیشمار دوست اغواء کئے گئے ہیں، ان کا آج تک اتا پتا نہیں ہے۔ Police camps اور جیل خانے بلوچ نوجوانوں سے بھرے پڑے ہیں۔ میر عبدالنبی بنگزئی، عالم ترکانی 6 سال سے بغیر کسی مقدمے کے جیل میں پڑے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس معزز ایوان کے سامنے میں حلفیہ کہتا ہوں کہ خدابخش بزنجو اور اسلم کلکرانی نے گوادر تک نہیں دیکھا، ان کو Chinese case میں trial کیا جا رہا ہے۔

آج سینکڑوں بلوچ ڈیرہ بگٹی سے، سوئی سے، گھروں سے نکال دیے گئے ہیں اور وہ کسم پرسی کی زندگی نصیر آباد، جان کسی اور کوئٹہ میں گزار رہے ہیں۔ عملاً بلوچستان میں جام صاحب کی حکومت collapse ہو چکی ہے اور اسمبلی کا حال یہ ہے کہ 5 دفعہ requisite ہونے کے باوجود اس کا اجلاس نہیں بلایا جاتا۔ ہر جگہ پر مکمل control حاصل کیا گیا ہے کہ یہاں جو لب کشائی کرے گا ہم اس کی زبان کاٹ دیں گے۔ جناب چیئرمین! میں اس معزز ایوان میں وضاحت کرتا چلوں کہ جب بھی ہماری پٹائی کی گئی، ہم پر ملک دشمنی کا الزام لگایا گیا ہے، ترقی دشمنی کا الزام لگایا گیا ہے، قبائلی اور سرداری کا لگایا گیا ہے، 50s میں، 60s میں، 80s میں ہمارے قائدین کو جیلوں میں ڈالا گیا کہ آپ روسی agent ہیں۔ اب خود روزانہ ہندوستان کے ساتھ وفود کا تبادلہ ہو رہا ہے اور ہمیں مارا جا رہا ہے کہ ہم Indian agent ہیں۔ ہم کسی کے agent نہیں ہیں، ہم اگر agent ہیں تو اپنی سرزمین کے agent ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک کثیر القومی ریاست ہے، اس میں بلوچ، پشتون، سندھی، پنجابی برابر کے شریک ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم پر جو ملک دشمنی کا الزام لگایا جا رہا ہے، ہم اس ملک میں ایک حقیقی وفاقی جمہوری پارلیمانی نظام چاہتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک عوام کی بالادستی کے لئے بنا ہے، نہ کہ یہاں کے dictators کے لیے ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک قانون کی supremacy کے لئے بنایا گیا ہے، نہ کہ black laws کے لئے ہے۔ یہ ہمارا قصور ہے کہ ہم نے جہاں آمروں کو، آمر کہا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت ہم جس فلسفے کی بات کر رہے ہیں، وہ فلسفہ اس ملک کو مضبوط بنا دے گا اور وہ جو اس ملک

کے آمروں کو--- جس طرح ایک زمانے میں مغل بادشاہ اکبر نے کہا کہ کتا بہت وفادار جانور ہوتا ہے تو دوسرے دن تمام درباریوں نے کتے اپنے کندھوں پر اٹھائے اور کہا کہ صاحب نے کہا کہ کتا وفادار جانور ہوتا ہے۔ ہم ان کی طرح نہیں کر رہے ہیں، ہم against the wind جا رہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ یہ ملک عوام کا ہے، مزدور کا ہے، غریب کا ہے۔ یہ ملک عوام کے لیے بنا ہے، نہ کہ ڈکٹیٹروں کے لیے بنا ہے۔

کیونکہ بلوچ secular ہے، بلوچ liberal ہے، بلوچ ایک جمہوری ذہن رکھتا ہے لہذا، اس پر فوجی operations ضرور ہوں گے، اگر ہم کہیں کہ آپ ٹھیک ہیں، باقی بات میں عرض کرتا چلوں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ترقی دیں گے، میں گوادر سے تعلق رکھتا ہوں، میں نے گوادر میں election لڑا ہے، میں نے 43000 ووٹ حاصل کئے ہیں۔ مجھے پہلے کہا گیا کہ آپ نہیں جیتیں گے، اس کے باوجود میں نے election contest کیا۔ آج کون بد بخت ہے جو کہے کہ میں ترقی نہیں چاہتا ہوں، ہم نے ترقی کی حمایت کی ہے، ہم کہتے ہیں کہ آپ نے Coastal Highway بنائی ہے، بہت اچھا کیا ہے۔ آپ نے میرانی ڈیم بنایا، آپ نے بہت اچھا کیا ہے لیکن ہم یہ پوچھتے ہیں اور ہماری اختلافی بات یہ نہیں ہے اور ہماری اختلافی بات یہ ہے کہ آپ نے اڑھائی ہزار سال پرانی ہماری سرزمین کو، 25 دن میں ڈیڑھ لاکھ ایکڑ زمین کو اپنے حواریوں کے ذریعے اونے پونے داموں پر بیچ ڈالا۔ وہ بلوچستان حکومت کے کسی فرد کی نہیں تھی، ہم چاہتے ہیں کہ حساب کتاب ہو۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہاں ایسا democratic system ہو، جہاں پر ہر شخص کو یہ آزادی ہو، اس کی اقلیت کی، اس کی قومی بقاء اور اس کے قومی تشخص کی۔

جناب چیئرمین! یہ ہر وقت کہتے رہیں گے کہ ہم ترقی دشمن ہیں، ہم نے وہ ترقی دی کہ آج بھی بلوچستان میں 80% لوگوں کو پینے کا پانی نہیں مل رہا ہے، آج بھی 75% لوگ بجلی سے بہرہ مند نہیں ہیں، آج بھی ہمارے education system پر سال میں صرف 20 روپے خرچ ہوتے ہیں، آج بھی ہمارے بچوں کے علم پر 10 روپے خرچ ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم ترقی دے رہے ہیں۔ ترقی کہاں ہے؟ آج بلوچستان کا per capita موزمبیق کا per capita جو 80 dollar ہے، اس سے کم ہے۔ میں اس debate کو ذمہ داری سے کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: وقت کا ذرا خیال رکھیئے گا۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: بالکل جناب۔ جناب چیئرمین صاحب! میں کہتا ہوں کہ مجھے اس پورے Session میں نہ بولنے دیں لیکن میری تھوڑی سی گزارش سمجھیں کیونکہ ایک important آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ میں اس حکومت کے ان حضرات سے گزارش کرتا ہوں جو اثر رکھتے ہیں کہ خدا کے لئے نفرت کے ہمالیہ کو جنم نہ دو، نفرتیں بہت ہو چکی ہیں۔ ہمیں بلوچ نوجوان کہتے ہیں کہ سینیٹ میں مت جائیں، اسمبلیوں میں مت جائیں، خدارا! ہمیں زبردستی نہ دھکیلو۔ میری خاص طور پر شیر پاؤ صاحب سے گزارش ہے، اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہ خدا کے لیے، جیسے شاہد بگٹی نے کہا کہ آپ ہندوستان سے بات کر سکتے ہیں، آپ تمام لوگوں سے بات کر سکتے ہیں، آپ ہمارے قائدین سے کیوں بات نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم بھی خوش ہیں، ہماری خواہش ہے کہ بلوچستان کا مسئلہ گفت و شنید سے حل ہو۔ جب شجاعت صاحب اور مشاہد صاحب آئے تھے، ہم سب خوش ہوئے تو میں آج بھی یہ کہتا ہوں کہ خدارا! اس کو گفت و شنید سے حل کریں۔ جو یہ جنرل صاحب کہتے ہیں ہم ایک مہینے میں اس مسئلے کو حل کرلیں گے، میں اس معزز ایوان میں کہوں گا کہ ایک مہینہ نہیں، آپ ایک سو سال تک بلوچ کو ختم نہیں کر سکتے، forget it. ہم آپ کے بھائی بن کر رہنا چاہتے ہیں، خدارا! یہاں پر وہ آگ نہ لگاو جس میں ہم اپوزیشن والے اور Treasury benches والے سب جل جائیں، کوئی نہیں رہے گا۔ میں اس ایوان کے توسط سے آپ سے یہ گزارش کرونگا اور شیر پاؤ صاحب! آپ اس مسئلے کو صرف گفت و شنید کی حد تک ہی نہ رکھیں، آپ ہم پر، اس صوبے پر جو 43% آپ کے اس ملک کو feed کر رہا ہے، جس کے resources اتنے ہیں کہ ہم سب کو چلا رہا ہے، آپ اس صوبے کے مظلوم عوام کو مزید تباہی کی طرف نہ لے جائیں۔ آخر میں میرے دوست اور کلاس فیلو محبت خان مری صاحب نے کہا تھا کہ

میرے کارواں میں شامل کوئی کم نظر نہیں ہے

میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا چلوں

درِ غیر پر ہمیشہ تم نے سر جھکا کر دیکھا

کوئی ایسا داغ سجدہ میرے نام پر نہیں ہے
کسی سنگ دل کے در پر میرا سر نہ جھک سکے گا
میرا سر نہیں رہے گا تیرا در نہیں رہے گا

Thank you very much.

(ڈیسک بجائے گئے)

(اس موقع پر جمعہ کی اذان کی آواز سنائی دی)

Mr. Chairman: Mr. Nisar Memon.

سینیٹر نثار اے میمن: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! آج جن دو موضوعات پر گفتگو ہو رہی ہے وہ پاکستان کے لیے نہایت اہم ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سلسلے میں ایک چیز کا خیال رکھنا پڑے گا کہ جذبات کو ایک طرف رکھ کر ہمیں حقائق کو، مسائل کو دیکھنا ہو گا اور پھر ہم آگے بڑھیں گے۔ جہاں تک وزیرستان کا تعلق ہے، میرے خیال میں بہت کم لوگوں کے یہ خیالات ہو سکتے ہیں کہ پاکستان کے اپنے جغرافیائی علاقوں میں یہ طے ہو چکا ہے، نہ صرف پاکستان کی افواج، وہاں کے Political Agent اور وہاں کی political forces کے ذریعے پتا چلا ہے کہ بیرونی ممالک سے آ کر لوگ وہاں operate کر رہے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کی حدود میں باہر کے لوگ بغیر کسی اجازت کے اگر رہتے بھی ہوں تو کیا ہم اس کی اجازت دے سکتے ہیں یا نہیں؟ صاف ظاہر ہے، اس طرح کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور وہ وہاں پر رہ کر کوئی ایسی کارروائی کر رہے ہیں۔ جس سے ملک کو نقصان پہنچتا ہو تو میرے خیال میں اس کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

جہاں تک وہاں پر military action کا تعلق ہے صاف ظاہر ہے کہ یہ کارروائی ان لوگوں کے خلاف ہو رہی ہے۔ جب military action کہیں ہوتا ہے تو یقیناً وہاں پر جو مقامی لوگ ہوتے ہیں ان پر بھی کچھ اثر ہوتا ہے۔ لہذا وہاں کے مقامی لوگوں کو چاہیے اور ہمیں چاہیے کہ سیاسی گفت و شنید کے ساتھ اور وہاں کا جو قبائلی ضابطہ اخلاق ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ایسی بات چیت ان سے کریں تاکہ ان کی حفاظت ہو سکے اور جن کے خلاف کارروائی ہے وہ

عوام کے ساتھ مل کر ہو سکے اور صاف ظاہر ہے کہ کوئی بھی پاکستانی یہ نہیں چاہے گا کہ کسی پاکستانی کو اس کا نقصان اٹھانا پڑے۔

جہاں تک mines کا تعلق ہے، میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے کہ پاکستان کو یہ سوچنا پڑے گا کہ جو اتاوہ convention میں ایک سو چالیس کے قریب ملکوں نے دستخط کیے ہوئے ہیں اور ابھی پچاس کے قریب ملکوں نے دستخط نہیں کیے، جن میں امریکہ، پاکستان، روس، انڈیا وغیرہ شامل ہیں تو ہمیں یہ سوچنا پڑے گا کہ mines کے اس convention کو ہم دیکھیں اور اس کی طرف بڑھیں اس لیے کہ اس میں یہ clearly دیا گیا ہے کہ عام شہریوں کے خلاف نہیں ہے۔ اگر کہیں پر tanks آ رہے ہوں تو mines technology ضرور ہے، پاکستان جانتا ہے اور دنیا اس کو فراہم کر سکتی ہے اور پاکستان میں حکومت کو یہ روابط کرنے ہوں گے تاکہ ہم اس سلسلے میں کوئی مثبت قدم اٹھائیں اور اگر mines کا سلسلہ ہماری حکومت کی طرف سے اپنے دفاع کے لیے ہے تو اس کا جائزہ لینا چاہیے۔ اگر mines کسی اور نے بچھائی ہیں تو میرے خیال میں وہ بھی acceptable بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! Human rights کی جو بات کی گئی ہے کہ پاکستان آرمی کا human rights کا poor record ہے تو میرے خیال میں یہ عجیب سی بات ہے کہ اگر کہیں پر military action ہو رہا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ military action پاکستان کے عوام کے خلاف نہیں ہو رہا ہے اور یہاں پر بیٹھے ہوئے حکومت کے نمائندے وثوق کے ساتھ بتا سکتے ہیں کہ military action عوام کے خلاف نہیں ہو رہا ہے اور اگر ہو رہا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں، وہ حکومت کے نمائندے بتا سکتے ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان آرمی کا کام پاکستان کا دفاع ہے اور انہوں نے وقتاً فوقتاً دفاع کیا ہے اور اگر اس میں کہیں پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو وہ یقیناً ایک action کے ذریعے ہوئی ہوگی اور اس پر کوئی باضابطہ target نہیں ہو گا۔

جہاں تک ہماری proxy war کا تعلق ہے تو میں حیران ہوتا ہوں کہ proxy war کہاں ہے؟ یہ تو قوم نے فیصلہ کیا تھا، اس زمانے کی حکومتوں نے فیصلہ کیا تھا اور یہ ہماری ایک defence strategy تھی، ہم اس کے ذریعے افغانستان گئے تھے اور وہاں پر رہنے کے بعد

جب صورتحال بدلی ہے تو پاکستان کی حکومت نے اور صدر صاحب نے یہ اچھا فیصلہ کیا تھا کہ war on terror میں join کیا اور اس کے نتیجے میں پاکستان کی حفاظت بھی ہوئی ہے اور پاکستان اب ان ملکوں میں شامل ہوگیا ہے جو کسی بھی terror کے خلاف ہیں اور کام کیا جا رہا ہے۔ میرے خیال میں یہ سمجھنے کی بات ہے کہ پاکستان آرمی کا role کیا ہے۔

جناب والا! میں آخر میں کہوں گا کہ بلوچستان کا معاملہ سنگین ہوتا جا رہا ہے اور اس میں یقیناً وہاں کی جمہوری، قومی اور سیاسی قوتوں کو مل کر حکومت کے ساتھ ایک راستہ نکالنا ہوگا۔ صدر پاکستان خود کہہ چکے ہیں کہ وہ سیاسی مسائل کا سیاسی حل ڈھونڈنے کے لیے بات چیت کے لیے تیار ہیں اور ہم اس کی تائید کرتے ہیں کیونکہ کسی بھی سیاسی مسئلے کا حل سیاسی ہی ہونا چاہیے اور بلوچستان پر مشاہد حسین سید اور چوہدری شجاعت حسین کی کمیٹی کی جو رپورٹ ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں پھر سے یہاں پر بلوچستان کے بیٹھے ہوئے نمائندوں کے ساتھ مل کر اس رپورٹ کو review کرنا چاہیے اور اگر ہمیں اس پر کوئی سیاسی ایکشن لینا ہے تو مل کر لینا چاہیے کیونکہ پاکستان کے کسی حصے کے خلاف کوئی بھی ایکشن نہیں ہونا چاہیے اور قوت کے ذریعے یقیناً یہ ہم بھی نہیں چاہتے، مگر اگر کہیں سے قوت کا استعمال ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں آج پاکستان کے عوام کو یہ سمجھنا چاہیے کہ بش نے--- میں تو بش ہی کہوں گا، صدر صاحب نہیں کہوں گا کیونکہ وہ بش ہیں اور انہوں نے جو قدم اٹھایا ہے، جو ایک فیصلہ کیا ہے، میں اس کی مذمت کرتا ہوں، جب انہوں نے یہ کہا کہ ہندوستان کو یہ role دیا گیا ہے کہ وہ افغانستان میں جمہوریت لائے تو آج ہمیں سمجھ میں آتا ہے۔ جبکہ چھ مہینے، ایک سال سے میں مختلف committees میں یہ کہتا رہا ہوں کہ یہ 21 information centres جو انڈیا نے افغانستان میں بنائے ہیں اس کا کیا مقصد ہے۔ میرے خیال میں اس کا مقصد یہی ہے کہ پاکستان کی سرزمین کے لیے وہاں سے ایسی کارروائی کی جائے جس سے پاکستان destabilize ہوجائے۔ انڈیا کو چاہیے کہ جہاں ہم دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں، مسائل کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کشمیر کے لیے، وہاں پر یہ دوسرا front کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی ان کو ناکامی ہوگی۔ چاہے وہ information centres سے، ٹیلی ویژن کے messages کے ذریعے یا ریڈیو سے یا وہاں سے under the garb of the information centres اگر کوئی

کارروائی ہو رہی ہے تو اس کا جواب ہمیں دینا ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ میرے بلوچ بھائی یہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی مل کر اگر وہاں سے action ہو رہے ہیں، سبوتاژ ہو رہا ہے پاکستان کی سرحدوں کے اندر اور ایسا پاکستانی کبھی نہیں کر سکتے وہ یقیناً سبوتاژ کرنے والے باہر کے ہوں گے تو ہمیں اس کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور ہمیں مل کر ساتھ دینا ہوگا۔ جہاں تک مسئلے کا حل ہے وہ جناب والا! گفت و شنید سے حل ہوگا اور یقیناً اس ایوان میں ہی وہ باتیں ہوسکتی ہیں، committees میں باتیں ہوسکتی ہیں اور پھر حکومت کی طرف ہم اپنی recommendation کی صورت میں بھیج سکتے ہیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

Mr. Chairman: Next speaker is Maulana Muhammad Saleh Shah.

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) جناب قابل قدر چیئرمین! تمام اراکین سینیٹ کی طرف سے ایوان بالا کا وقار اور مقام عالی برقرار رکھتے ہوئے تجویز ہے کہ تمام مسائل جو ایوان بالا میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ترقی اور کامیابی کے لیے پیش کیے جاتے ہیں قابل قبول ہوں اور نظراندازی سے گریز کریں۔

جناب چیئرمین! پچھلے سالوں سے تاحال جنوبی وزیرستان بمع شمالی وزیرستان جو قتل عام اور بمباری اور operations ہو رہے ہیں اورمعصوم بچے یتیم ہو رہے ہیں اور بے تحاشا مظالم یہ معصوم قبائل برداشت کر رہے ہیں۔ بہت سے نقصانات' بازاروں اور مارکیٹوں کی تباہی اور بربادی، فصلوں کی تباہی اور بربادی ہو رہی ہیں۔ بارودی سرنگوں کے ذریعے مارکیٹیں اڑائی جا رہی ہیں اور غیر ملکیوں کے نام پر قبائلی عوام بمباری کی زد میں مر رہے ہیں اور اپنے گھروں کو چھوڑ کر ادھر ادھرنقل مکانی کر رہے ہیں۔ میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی وساطت سے یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہمارے حزب اختلاف میں بھی ایسےحضرات ہونگے جو ہمارے قبائل کے موجودہ سسٹم سے ناواقف ہونگے کیونکہ آج کل دنیا میڈیا کے تابع ہے اور میڈیا عوام کے حقوق ---- ایسے پسماندہ عوام جیسے ہمارے قبائل' جن پر مصیبتیں پڑ رہی ہیں' ہو سکتا ہے کہ ایسے حضرات ہوں جو حقائق سے ناواقف ہونگے۔ وزیر داخلہ صاحب سے وضاحت چاہتا ہوں کہ آیا یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام ہیں کہ نہیں؟ کیا دشمن ملک اس پر خوش نہیں ہونگے۔ آپ کی

وساطت سے گورنمنٹ کو اور حکومت پاکستان کو تجویز پیش کرتا ہوں کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی ایک بیس رکنی کمیٹی تشکیل دی جائے۔ میں خود بھی جنوبی وزیرستان اکیس رکنی کمیٹی برائے امن کا ممبر ہوں اور اب بھی ہوں۔ میرا پورا تجربہ ہے کہ یہی مسائل مذاکرات سے حل ہو سکتے ہیں اور حل ہوئے ہیں۔ آپریشن اور بمباری ان مسائل کا حل نہیں ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ساؤتھ وزیرستان میں محسود قبائل میں جو اکیس رکنی کمیٹی تشکیل ہوئی ہے اور معاہدہ ہو چکا ہے اس وقت سے لے کر تاحال ایسے ناسازگار اور ناخوشگوار حالات پیش نہیں آئے ہیں۔ یہ اکیس رکنی کمیٹی کے ثمرات ہیں لیکن باوجود کہ یہ اکیس رکنی کمیٹی وہاں کے علمائے کرام اور مشیران قوم ہیں اگر یہی امن کمیٹی یہاں مرکز سے تشکیل دی جائے تو میرا سو فیصد یقین ہے کہ ساؤتھ وزیرستان تو درکنار تمام قبائل میں ایسے ناسازگار اور ناشائشتہ واقعات نہیں ہونگے۔ اس لئے یہ درخواست ہے کہ ایک بیس رکنی کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ واقعی یہ آپریشن بمباری صحیح ہے یا غلط ہے۔ جو لوگ مارے گئے ہیں آیا غیر ملکی ہیں یا پاکستانی عوام ہیں۔

جناب میں ایوان بالا کے معزز اراکین حضرات کو بطور مثال چند مقامات کی نشاندہی کرتا ہوں۔ جنوبی وزیرستان میں اور نارتھ وزیرستان میں جو لوگ بے گناہ شہید ہوئے ہیں، میں ان چند مقامات کی نشاندہی کر دیتا ہوں کہ یہ کمیٹی اس کی تحقیق کرے کہ اس میں جو شہید ہوئے آیا یہ غیر ملکی ہیں یا پاکستانی عوام ہیں۔ جنوبی وزیرستان کاڑاما میں 52 بندے شہید ہوئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ خواہ مخواہ پاکستانی عوام ہیں۔ میں ایوان کی وساطت سے حکومت پاکستان اور ان معزز حضرات کی وساطت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ باون بندے جو شہید ہوئے ہیں ان میں ایک بندہ اگر غیر ملکی پایا گیا تو واقعی یہ قبائل شرپسند ہونگے۔ یہ لوگ شرپسند ہیں۔ نمبر ۲۔ سپن کارکزئی میں 15 مشیران شہید ہوئے۔ نام ان کو دہشت گرد کا دیا گیا۔ درحقیقت یہ صلح اور امن کی کمیٹی تھی۔ نمبر ۳۔ "وانا اڈہ بازار" میں آپریشن کے وقت آٹھ لوگ بے گناہ شہید ہوگئے۔ اسی طرح نارتھ وزیرستان میں "سدگئی" مقام پر تقریباً 30,32 لوگ شہید ہوگئے۔ اگر اس میں واقعی غیر ملکی ہوں تو یہ معزز اراکین حضرات، یہ ایوان بالا حق رکھتا ہے کہ ان غیر ملکیوں کی لاشیں، ان غیر ملکیوں کی تحقیق کے لیے کچھ ایسا مواد سامنے لائیں تاکہ ہم بھی ان پر اعتماد کر سکیں کہ واقعی یہ غیر ملکی ہیں۔ اسی طرح میران شاہ میں آپریشن ہوا، کئی دفعہ آپریشن ہوا، ابھی زمانہ قریب میں

جو آپریشن ہوا اس میں پچیس سے لے کر تیس لوگ مارے گئے اسی طرح سینکڑوں لوگ مارے گئے ہیں اور نام دیا جاتا ہے کہ یہ دہشت گرد ہیں اور غیر ملکی ہیں۔ جناب چیئرمین! تاحال یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ ہیں کون۔ اگر واقعی غیر ملکی ہیں تو ہمارا اعتماد بحال کرنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین! میرے معزز اراکین حضرات، قبائلیوں کے بارے میں میرے نزدیک آئندہ لمحات اور مستقبل کے زمانے کچھ ایسے نظر آتے ہیں کہ پاکستانی عوام ہونے کے ناتے تو درکنار، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساؤتھ وزیرستان سے لے کر باجوڑ تک ہر روز، ہر مہینے، ہر ہفتے یہ آپریشن ہوتے رہتے ہیں۔ اگر ہمارے قبائل موجودہ حکومت سے خوش ہیں اور انصاف کے تقاضے رکھتے ہیں---------

نگاہ خلق میں دنیا کی رونق بڑھتی جاتی ہے
میری نظروں میں پھیکا رنگ محفل ہوتا جاتا ہے

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے گا۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی: ہمارے جو قبائل قدیم زمانے سے، تمام قبائل، میری مراد اس سے صرف جنوبی وزیرستان نہیں ہے بلکہ تمام قبائل مراد ہیں۔ تمام قبائل قدیم زمانے سے ایف سی سے، ایف سی سکاؤٹ اور پولیٹیکل انتظامیہ کی روایات سے باخبر ہیں۔ ہماری روایات اور ثقافت ایف سی اور پولیٹیکل انتظامیہ سے ملی جلی ہیں۔ ہم نے آپس میں قدیم زمانے سے لے کر تاحال اچھا وقت گزارا ہے۔ لیکن جب سے یہ فوج آئی ہے، فوج ہماری قبائلی روایات سے بالکل بے خبر اور ناواقف ہے۔ اسی طرح قبائلی عوام فوج کے ڈسپلن اور قواعد سے ناواقف ہیں فارسی میں مجھے شعر یاد آیا۔ (فارسی)۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! وقت کا خیال رکھیئے، نماز جمعہ کا وقت بھی ہو گیا ہے۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی: اچھا، السلام علیکم۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر یا بولنا چاہتے ہیں۔ ابھی ختم کر رہے ہیں Monday کو انشاء اللہ ملیں گے۔

We will now just read leave applications then I think we will adjourn.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جناب محمد سرور خان کاکڑ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۵ تا ۱۷ مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد اسحاق ڈار ملک سے باہر ہونے کی بناء پر مورخہ ۱۰ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پروفیسر ساجد میر نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۱۷ مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید دلاور عباس ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۶ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: We will adjourn now to *Insha Allah* reconvene on Monday, the 20th March, 2006 at 10.00 a.m. That is O.K. There are two issues on Monday, so we will meet. کافی لمبی discussion ہے۔ Thank you.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلم علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again at 10 O'clock on Monday, the 20th March, 2006]